تار کا پتہ
"انجمن" علی گڑھ

رجسٹر نمبر ۔ ۹۳۲
ٹیلی فون نمبر ۲۹

ہماری زبان

انجمن ترقی اردو ہند کا پندرہ روزہ اخبار

فی پرچہ دو آنے

سالانہ چندہ ۲ دو روپے

جلد ۱۲	یکم اکتوبر ۱۹۵۳ء	ایڈیٹر قاضی عبدالغفار	۲ر صفر ۱۳۷۳ھ	نمبر ۴۳

صوبائی کمیٹی

صوبائی کمیٹی کی تشکیل کے ضروری مدارج طے ہو چکے ہیں۔ شاخوں کے نئے قواعد میں قاعدہ نمبر ۱۳ کی تعبیر کے متعلق کچھ اختلاف رائے پیدا ہو گیا تھا۔ جس کا تصفیہ صدر انجمن کی رولنگ سے یہ ہوا کہ ہر شاخ کو اپنے ہر پچیس ۲۵ ممبروں میں سے صوبائی کمیٹی کے لئے ایک نمائندہ منتخب کرنے کا حق ہوگا اور نمائندوں کی تعداد محدود نہ ہوگی۔ مثلاً اگر کسی شاخ کے اراکین کی تعداد ایک سو پندرہ (۱۱۵) ہے تو اس کو سو ممبروں میں چار نمائندے اور بقیہ پندرہ میں بھی ایک نمائندہ یعنی کل پانچ نمائندے منتخب کرنے کا حق ہوگا۔ البتہ اگر سو کے بعد بقیہ ممبروں کی تعداد پندرہ (۱۵) سے کم ہو تو نمائندوں کی تعداد چار ہی رہے گی۔

اس حساب سے شاخوں کے ایسے اراکین کی تعداد کو محسوب کرکے جو فیس داخلہ ادا کر چکے ہیں ان تمام شاخوں کو جنھوں نے اپنے اراکین کی فہرست بھیج دی ہے بذریعہ رجسٹری اطلاع دے دی گئی ہے کہ وہ صوبائی کمیٹی کے لئے کتنے نمائندے منتخب کر سکتی ہیں۔ ایسے جتنے نمائندوں کے نام یکم اکتوبر ۱۹۵۳ء تک صدر دفتر میں وصول ہو جائیں گے (اس تاریخ کے بعد نمائندوں کے جو نام وصول ہوں گے وہ تسلیم نہیں کئے جائیں گے۔ اور ایسی شاخوں کو جو یکم اکتوبر کے بعد اپنے نمائندوں کے نام بھیجیں گی۔ صوبائی کمیٹی میں شرکت کرنے کا حق حاصل نہ ہوگا) ان کے منتخبہ نمائندوں کا ایک اجتماع اکتوبر میں اس غرض سے کیا جائے گا کہ وہ صوبائی شاخ کے عہدہ داروں کا انتخاب کریں۔ اس طرح یقین ہے کہ اکتوبر کے آخر تک اتر پردیش کی صوبائی کمیٹی کی تشکیل مکمل ہو جائے گی۔

ہمیں افسوس ہے کہ متعدد شاخوں نے صدر دفتر کی ہدایات پر توجہ نہیں کی بعض نے اس وقت تک بار بار یاد دہانی کے باوجود اپنے اراکین کی فہرستیں نہیں بھیجیں، بعض نے فہرستیں بھیجیں لیکن پوری تعداد کی فیس داخلہ کا ۴/۱ حسب قاعدہ نہیں بھیجا۔ بعض نے صدر دفتر کی مراسلتوں کا جواب دینا بھی ضروری نہ سمجھا۔ اب دیکھنا ہے کہ صوبائی کمیٹی کی تشکیل کے بعد مقامی شاخوں کے حال میں کوئی اصلاح ہو سکے گی یا نہیں۔ بہرحال صوبائی کمیٹی کی تشکیل ایک تجربہ ہے جس کے نتائج کے متعلق قبل از وقت کچھ نہیں کہا جا سکتا۔

ادب سرکاری زد میں

[illegible] انہوں نے [illegible] اخبار [illegible] میں کہا ہے کہ کسی جمہوری حکومت کو یہ [illegible] اور مناسب نہیں کہ وہ محض [illegible] کی بنا پر کسی ادب اور ادیبوں کے خلاف اپنے انتظامی اختیارات کو استعمال کرے جہاں ایسا کرنے کی ضرورت بھی [illegible] وہاں ادیبوں اور [illegible] کی کوئی ایسی مشاورتی کمیٹی ہونی چاہیئے جس کے مشورے کے بغیر حکومت کوئی ایسا اقدام نہ کرے۔

حال ہی میں [illegible] یہ سوال اٹھا کہ حکومت نے روسی ادب [illegible] کی اشاعت کو ممنوع قرار دے دیا ہے اور [illegible] کے جواب میں فرمایا کہ [illegible] اطلاعات سے واضح ہو سکا کہ وہ بہت [illegible] تھا۔ سوال تو یہ ہے کہ کسی زبان یا قوم کے لٹریچر کے تو بھی اشاعت یا ناقابل اشاعت [illegible] حکومتیں کس ذریعے سے کر سکتی ہیں جبکہ ان کی انتظامی مشینری [illegible] ادب اور لٹریچر کے عیب اور حسن کو پرکھنے والا کوئی [illegible] اس کا یہ نتیجہ ہے کہ روسی ادب کی عام ممانعت کی لپیٹ میں گورکی [illegible] چیخوف، [illegible] اور [illegible] جیسے عالمی ادیب اور بعض سے ماہرین علوم و سائنس بھی آ گئے۔ جن کی کتابیں تمام دنیا میں معیاری سمجھی جاتی ہیں۔ یہ کیسی مضحکہ انگیز اور حیرت انگیز بات ہے کہ محض سیاسی پروپیگنڈے سے ڈر کر ہماری حکومت نے تمام روسی ادب کی اشاعت بند کرنا چاہی یہ دیکھے بغیر کہ اس میں سے کتنا صحت مند لٹریچر ہے اور وہ تمام دنیا میں (سوائے امریکہ کے) قدر کی نظر سے دیکھا جاتا ہے۔

ہمارا دعویٰ یہ ہے کہ کسی جمہوری حکومت کو یہ حق حاصل نہیں کہ وہ دوسری قوموں کے سیاسی نظریات کی اشاعت کو اس وقت تک بند کرے جب تک خود اس کے نظم و نسق پر ایسے لٹریچر کی اشاعت کی زد نہ پڑتی ہو۔ روسی نظریات بلاشبہ ہمارے نظریات سے مختلف ہیں اور یہ بھی صحیح ہے کہ روسی ادب میں ایک جزو ایسے پروپیگنڈے کا ہے جو ہمارے ملک کے نظریات سے ٹکراتا ہے۔ لیکن کیا ہم امریکہ کے [illegible] ازم کو اپنا رہنما بنائیں گے اور ہر ایسے لٹریچر کو جس کے نظریات ہمارے نظریات سے ٹکراتے ہوں ایک ہی لاٹھی سے ہانکیں گے؟ پھر ہماری جمہوریت کے کیا معنی [illegible] نے اپنے بیان میں اعتراف کیا ہے کہ وہ [illegible] کے [illegible] ہیں۔ ایسا ہے تو پھر وہ نے [illegible] کے [illegible] بات [illegible] سے کچھ [illegible]

[illegible]

ایک عجیب بات یہ ہے کہ امریکہ کا تمام مخرب اخلاق لٹریچر اور تمام سیاسی پروپیگنڈے کا لٹریچر بے روک ٹوک بڑی کثرت سے ہمارے ملک میں شائع ہو رہا ہے۔ لیکن اس کی اشاعت میں ہماری سرکار کوئی رکاوٹ پیدا کرنا پسند نہیں کرتی۔ لیکن دوسری طرف اس قسم کے بے تکے فیصلے کئے جا رہے ہیں جو عقل و فہم اور انصاف کے کسی معیار پر پورے نہیں اتر سکتے۔

صحیح طریقہ کار وہی ایک ہے جس پر ہم پہلے بھی زور دے چکے ہیں کہ جہاں حکومت کو ادب اور ادیبوں کے متعلق کوئی فیصلہ کرنا ہو تو وہ ادب اور ادیبوں کی کسی ایسی جماعت سے مشورہ کیا کرے جو بتا سکے کہ کہاں قدم اٹھانا چاہیئے اور کہاں نہ اٹھانا چاہیئے۔ تمام روسی ادب کو ایک ہی لاٹھی سے ہانک دینا اور ممنوع قرار دے کر یہ حکومت نے عقل و فہم کا کوئی اچھا ثبوت نہیں دیا ہے جس پر ہم اسے مبارکباد دے سکیں۔

ہلکے پھلکے اشارے

—— معاصر پیام (بہادر پور) لکھتا ہے:۔

"پنجاب میں ہندی اور پنجابی دو سرکاری زبانیں بنگال میں بنگالی اور ہندی دو سرکاری زبانیں مدھیہ بھارت میں ہندی کے ساتھ دوسری مقامی زبان بھی سرکاری اور اب یہ خبر بھی حیرت انگیز ہے کہ اڑیسہ میں بھی ہندی اور اڑیا دو سرکاری زبانیں مان لی گئی ہیں اور یہاں بھی ہندی کے ساتھ ساتھ دوسری زبان سرکاری حیثیت سے چلے گی۔ لیکن اردو؟ اس غریب کے بارے میں ہنوز کوئی فیصلہ نہیں۔ اردو یوپی میں بھی بولی اور سمجھی جاتی ہے۔ بہار میں بھی اس کا سکہ چلتا ہے۔ دہلی میں بھی اس کے نام لیواؤں کی بہت بڑی تعداد ہے۔ غرضیکہ ہندوستان کے ہر حصے میں اس کے بولنے اور سمجھنے والے موجود ہیں اور بیرون ہند میں بھی اردو کو کوئی نہ کوئی حیثیت حاصل ہے۔ حتیٰ کہ ادارۂ اقوام متحدہ کے نزدیک بھی یہ دنیا میں تیسرے درجے پر سب سے زیادہ بولی اور سمجھی جانے والی زبان ہے لیکن اس کی سرکاری حیثیت [illegible] جو یوپی کے سرکاری [illegible] کا فیصلہ ہے کہ اردو کوئی زبان ہی نہیں۔ بعض فرماتے ہیں کہ یہ فرقہ وارانہ زبان ہے۔ بعض کا

—— ارشاد ہے کہ اردو پاکستان کی ذمہ دار ہے اس لئے پاکستان پہنچ گئی! اکیس لاکھ دستخطوں سے صدر جمہوریہ ہند کی بارگاہ میں جو درخواست پیش کی گئی، اس کا حشر بھی معلوم نہیں۔ شاید ہندوستان میں سب کچھ ممکن ہو لیکن اردو ممکن نہ ہو۔ انصاف کی یہ صورت بھی کس قدر تاریک ہے۔ اور دنیا کے تاریخ میں اردو کا مقدمہ کتنے عبرتناک الفاظ میں بیان کیا جائے گا۔"

"انصاف کو آواز دو انصاف کہاں ہے؟"

—— انصاف کے ساتھ عقل کو بھی آواز دینی پڑے گی!!

—— بلند شہر سے ایک نامہ نگار اطلاع دیتے ہیں کہ وہاں کی کل ہند وردیاتی پریشد نے شہر کے تمام دوکان داروں کو دست بدست ایک ہدایت نامہ دیا ہے۔ جس میں لکھا ہے کہ چونکہ ملک کی قومی زبان ہندی ہے اس لئے تمام تحریریں، سائن بورڈ اور اشتہارات ہندی ہی میں ہونے چاہئیں۔

—— یہاں تک تو کوئی مضائقہ نہیں۔ لیکن ہمارے نامہ نگار کو شکایت ہے کہ شہر کے دکانداروں کو اس ہدایت پر عمل کرنے کی سختی کے ساتھ تنبیہ کی جا رہی ہے۔

—— ہمیں معلوم نہیں کہ خاص بلند شہر ہی اس کام کے لئے کیوں منتخب کیا گیا ہے، لیکن ہندی کے ان پرچارکوں نے کبھی اس بات پر بھی غور فرمایا کہ وہ سرکاری زبان کی ترقی کے جوش میں اتر پردیش کی ایک کروڑ آبادی کو گونگا اور بہرا بنا دینا چاہتے ہیں۔

—— ان دوستوں سے کون کہے کہ ہندی زبان کی تائید اور ترقی کا یہ ڈھنگ بالکل غلط ہے۔

—— علاقائی زبانوں کو مٹا کر ہندی زبان پروان نہیں چڑھ سکتی وہ تو علاقائی زبانوں کے ساتھ ہی ساتھ آگے بڑھ سکتی ہے!—— یہی بات پنڈت جواہر لال نہرو بار بار کہتے ہیں، لیکن اتر پردیش میں ان کی آواز بھی صدا بصحرا ہے۔

—— دہلی ۲ ستمبر۔ دہلی اسمبلی کے اجلاس ۱۴ ستمبر سے شروع ہو رہے ہیں جس میں کئی بل ممبران کی طرف سے پیش کئے جا رہے ہیں۔ ایک بل سرکاری زبان سے متعلق ہے۔ دہلی اسمبلی کے ایک ممبر شری شیا ما چرن گپت .. سرکاری زبان کے متعلق ایک بل پیش کر رہے ہیں۔ جس میں یہ مطالبہ کیا گیا ہے کہ دہلی کے لئے سرکاری زبان ہندی کو قرار دیا جائے اور رسم خط بھی دیوناگری استعمال کی جائے۔ دہلی میں اب تک صرف ہندی ہی کو سرکاری زبان نہیں قرار دیا گیا تھا بلکہ اردو زبان کے استعمال کی بھی اجازت تھی۔ لیکن فرقہ پرستوں کو عین سال بعد جوش آ گیا۔ اور اب وہ ہندی کو سرکاری زبان قرار دینے کی کوشش میں مصروف ہیں"

—— خدا جانے کہ یہ خبر کہاں تک صحیح ہے۔ لیکن اس کو صحیح ہونا چاہئیے دہلی میں جن سنگھ اور مہا سبھا کا دم سلامت ہے تو کیا وہ اپنی بلند وذہنی کا اتنا بھی ثبوت نہ دیں گے!—— اور پھر دلی والوں کو جو صدیوں سے اردو زبان بولتے ہیں گونگا بہرہ کرنے کا اس سے بہتر طریقہ ہو بھی کیا سکتا ہے!

—— اتر پردیش ہندی ساہتیہ سمیلن میں مطالبہ کیا گیا ہے کہ ہندی کے لئے مرکزی حکومت میں ایک علیحدہ محکمہ قائم کیا جائے۔ اخباری اطلاع یہ ہے کہ سمیلن کا اجلاس ان نعروں کے ساتھ شروع ہوا کہ "اردو کی بکواس بند کرو" اور "مولانا آزاد کو نکال دو" سمیلن نے یہ بھی فیصلہ کیا کہ اتر پردیش میں اردو کو علاقائی زبان تسلیم نہ کیا جائے، ساتھ ہی اتر پردیش کی مجوزہ تقسیم کی مخالفت اس بنا پر کی گئی کہ اگر یہ تجویز مان لی گئی تو ایک "اردو ریاست" قائم ہو جائے گی۔

—— سمیلن کے صدر کا جوس نکالا گیا اس کے لئے ایک شاندار دروازہ ایسا بنایا گیا جس کا نام گرو گولوالکر گیٹ رکھا گیا تھا یہ بھی کوئی عجب خبر نہیں کہ سمیلن کے اجلاس کو شری پرشوتم داس ٹنڈن نے بھی مخاطب فرمایا!!

—— "اردو کی بکواس" بند کرنے کے لئے سمیلن کو بہت زیادہ چیخنے کی ضرورت پیش آئی! لیکن اگر اس کے چیخنے [illegible] ہو سکتی تو پھر معاملہ بہت آسان تھا۔ مشکل یہ ہے کہ سمیلن چیختی ہے اور اردو والے خاموش رہتے ہیں! ایک چپ ہزار کو ہرا رہی ہے! ہم دستوری کارروائی کی تکمیل کر کے خاموش بیٹھے ہوئے صدر جمہوریہ اور حکومت ہند کے فیصلے کا انتظار کر رہے ہیں اور سمیلن کو بڑے بڑے "اندیشہ ہائے دور دراز" بے چین کئے ہوئے ہیں—— اسی چیخ پکار سے یہ پتہ چلتا ہے کہ کہیں کوئی نشیب ہے جہاں پانی مرتا ہے!!—— بیس لاکھ دستخطوں کے ساتھ دستوری استدلال کا جواب بن نہیں پڑتا تو سمیلن اور ٹنڈن جی کو غصہ آتا ہے! آنا ہی چاہیے!!

—— قصبہ اوری (جالون) کے متعلق وہاں کی جمعیۃ علماء کو یہ شکایت ہے کہ وہاں کے انسپکٹر صاحب مدارس سے عرض حال کیا گیا تو موصوف نے ارشاد فرمایا کہ اردو زبان کی حمایت کر کے گویا فرقہ واریت پھیلا کر دوسرا پاکستان بنانے کی کوشش کی جا رہی ہے پھر یہ بھی ہدایت فرمائی کہ اردو والے اپنے بچوں کو اردو پڑھا کر ان کی زندگی برباد نہ کریں وغیرہ وغیرہ۔

—— غالب نے اپنے دوست کے متعلق کہا تھا کہ

آستیں میں دشنہ پنہاں ہاتھ میں نشتر کھلا!

ایک طرف تو وطن پرستی اور قوم پرستی کی یہ شدت ہے کہ اردو کا نام آتے ہی پاکستان بنانے کا تصور دماغ پر حاوی ہو جاتا ہے اور دوسری طرف اردو والوں کے بچوں سے ہمدردی کا یہ جوش ہے کہ کہیں اردو پڑھ کے ان کی زندگی برباد نہ ہو جائے!!

—— اتر پردیش کی حکومت کا کہنا ہے کہ اس نے اردو والوں کی تمام شکایات کو رفع کرنے کے لئے احکام جاری کر دئے ہیں۔ لیکن سوال یہ ہے کہ اس نے اپنے اہل کاروں اور افسروں کے دماغ کو درست کرنے کا بھی کوئی حکم جاری کیا یا نہیں؟ یا وہ ایسا کرنا بھی چاہتی ہے؟

—— یہ آنکھ مچولی کا کھیل تو نہیں کہ چت بھی سرکار کی اور پٹ بھی سرکار کی!! احکام بھی جاری ہیں اور ان کی خلاف ورزی بھی جاری ہے۔ اور ساری ریاست میں فرقہ پرستی کے ہنگامے بھی جاری ہیں!!

—— پھر معصومیت کا یہ عالم ہے کہ شکایت کیجئے تو ارشاد ہوتا ہے کہ بھائی! ہم نے تو سب احکام جاری کر دیئے!!

—— اصغر احمد صدیقی صاحب عدن سے اطلاع دیتے ہیں کہ وہاں ایک "بزم اردو" قائم ہے، اور وہ ہر سال اردو ہفتہ مناتی ہے!

—— جزائر انڈمان کی طرح کیا عدن والے بھی کوئی پاکستان بنانے کی فکر میں ہیں؟ ہماری رائے میں متذکرہ بالا انسپکٹر صاحب کو وہاں بھیج دیا جائے تاکہ وہ اردو والوں کو سمجھائیں کہ وہ کیوں اردو پڑھا کر اپنے بچوں کی عمر برباد کرتے ہیں!

—— کیسی عجیب بات ہے کہ انڈمان میں اردو کا چرچا ہے، عدن میں اردو موجود ہے، لیکن نہیں ہے تو اس نام کی کوئی زبان اتر پردیش میں!!

انجمن کی خبریں

بنگلور مسلم ہال میں مذکورہ بالا انجمن ترقی اردو کی ایڈہاک کمیٹی کا جلسہ قائد ملت جناب محمود شریف صاحب کی صدارت میں منعقد ہوا گزشتہ جلسے کی رپورٹ حاضرین کو سنائی گئی۔ اس وقت بہت سے قدردانان اردو نے رکنیت انجمن کے لئے درخواستیں مع فیس داخلہ پیش کر دیں۔ اور بہت سے احباب نے اپنے دوست احباب کو اس ادارے کے رکن بنانے کی غرض سے رسید بکس حاصل کر لیں۔ ممبر سازی کے لئے ۵ ستمبر تک وقفہ دیا گیا ہے۔ جس کے بعد انجمن کا جلسہ ۲۵ ستمبر اتوار کی شام کے ۵ بجے منعقد ہوگا اس جلسے میں جناب محمد عبد اللہ صاحب شوق نے ایک برجستہ نعتیہ نظم پڑھی جو نہایت فصیح و بلیغ اور پر اثر تھی سب نے بے حد پسند کی۔ جناب کے حبیب اللہ خاں صاحب بی اے بی ایل ایڈوکیٹ و جنرل سکریٹری نے صدر محترم کا شکریہ ادا کیا اور چائے نوشی کے بعد جلسہ برخاست ہوا۔

پٹنہ جس وقت رفیع احمد قدوائی مرکزی وزیر اغذیہ بہار تشریف لے گئے تو پٹنہ میں ایک وفد نے بہ سرکردگی شاہ مشتاق احمد صاحب ایم۔ ایل۔ اے۔ موصوف سے ملاقات کی۔ وفد میں انجمن ترقی اردو کی صوبائی شاخ کے سکریٹری غلام سرور صاحب بھی شریک تھے۔ اس وفد نے وزیر موصوف کے سامنے اردو دوستوں کی شکایات پیش کیں اور خاص طور پر اس واقعے کا ذکر کیا کہ ڈاک خانہ اور تار کے محکمے میں اردو جاننے والے ملازمین کو کوئی مراعات نہیں دی گئیں، حالانکہ ایسی مراعات بنگالی اور نیپالی زبان والوں کو دی گئی ہیں۔ قدوائی صاحب نے تمام شکایات کو توجہ کے ساتھ سنا اور وعدہ کیا کہ وہ اس مسئلے پر ہمدردانہ غور فرمائیں گے!

غازی پور عزیز الحسن صدیقی صاحب سکریٹری انجمن ترقی اردو غازی پور اطلاع دیتے ہیں مولانا ابو الحسن صاحب صدر جمعیۃ علماء ضلع، مولوی وحید اللہ صاحب اعزازی نائب صدر انجمن ترقی اردو اور عزیز الحسن پر مشتمل انجمن ترقی اردو کے وفد نے پرائمری اسکولوں میں اردو تعلیم کے اجراء کے سلسلے میں انسپکٹر آف اسکول سے ملاقات کی۔ انسپکٹر صاحب نے وفد کی معروضات کو نہایت توجہ کے ساتھ سنا اور کہا کہ ڈپٹی انسپکٹر صاحب سے مل کر ان کو توجہ دلائی جائے اور اگر وہ فوری طور پر اقدام نہ کریں تو مجھے اطلاع دی جائے۔ تاکہ مناسب انتظامات کئے جا سکیں۔ انسپکٹر صاحب کی ہمدردانہ گفتگو سے ارکان وفد مطمئن اور پر امید ہیں۔

قصبہ دیو تھیا کے ہیڈ ماسٹر اسکول کو جب درخواستیں دی

گئیں تو اس نے لینے سے انکار کیا۔ چنانچہ اس کی شکایت کی گئی۔ اس سلسلے میں انسپکٹر صاحب نے اطمینان دلایا کہ انکوائری ہو رہی ہے۔ رپورٹ موصول ہونے پر مناسب کارروائی عمل میں لائی جائے گی۔

اسی طرح زنانہ جونیر ہائی اسکول کے اردو مدرس مولوی محمد علی صاحب کا تبادلہ ایسی جگہ کر دیا گیا ہے جہاں اردو خواں طلبا نہیں ہیں اور زنانہ اسکول کے طلبا کو اردو میں تعلیم نہیں دی جاتی۔ جبکہ وہ اردو میں تعلیم حاصل کرنے کے خواہش مند ہیں۔ انسپکٹر صاحب نے تمام تفصیلات معلوم کرنے کے بعد مناسب کارروائی عمل میں لانے کا وعدہ کیا۔

وفد ڈپٹی انسپکٹر سے بھی اور ان کی توجہ ان درخواستوں کی جانب مبذول کرائی جو ان کے دفتر میں مختلف مقامات سے آئی ہیں۔ انھوں نے یقین دلایا کہ ان درخواستوں کے بارے میں جلد ہی رپورٹ طلب کر کے پرائمری اسکولوں میں اردو کی تعلیم جاری کرنے کا حکم دے دیا جائے گا۔

خیرآباد کنہیا لال صاحب گپتا سکریٹری انجمن ترقی اردو خیرآباد لکھتے ہیں کہ:۔

مدارس میونسپل بورڈ خیرآباد میں مادری زبان کے متعلق نمبر ۱۲ جولائی میں فارم بھرائے گئے جن میں اردو پڑھنے والوں کی تعداد تقریباً پانچ سو (۵۰۰) ہے۔ انجمن کی متواتر کوششوں کے بعد ستمبر کے مہینے سے تمام میونسپل مدارس خیرآباد میں اردو کی تعلیم جاری کی گئی۔

خیرآباد میں ایک نسواں جونیر ہائی اسکول گورنمنٹ کا ہے وہاں اردو پڑھنے والی لڑکیوں کی تعداد ۵۰ تھی۔ وہاں تقریباً ۱۵ اگست سے اردو کی تعلیم کا انتظام کیا گیا ہے۔

امروہہ ڈاکٹر سیف حیدری صاحب اطلاع دیتے ہیں کہ:۔

۲۰ اگست ۱۹۵۵ء کو مجلس تحفظ اردو کی ایک اہم نشست منعقد ہوئی اور مقامی حالات کے تاثرات کے تحت مندرجہ ذیل تجاویز پاس کی گئیں۔

(۱) انجمن کوئی محفل از قسم مشاعرہ۔ مناظرہ۔ مقالہ۔ منعقد نہیں کرے گی تاکہ مندرجہ ذیل اہم اور ٹھوس بنیادی کام اردو کی بقا و زندگی کے لئے انجام دے پائیں۔

(۲) ہندو انٹر کالج اور گورنمنٹ گرلز ہائی سیکنڈری اسکول میں اردو مضمون کا اجرا۔

(۳) حیات اللہ طریقۂ تعلیم کا رواج۔

(۴) تعلیم بالغان کے مدارس شبینہ کا قیام۔

(۵) اردو طلبا کو عام سہولتیں مہیا کرنا وغیرہ وغیرہ۔

نیز حسب تجویز جلسۂ سابق مجلس مذکورہ کے وفود ہر دو اسکولوں کے پرنسپلوں سے اجرا اردو کے سلسلے میں گفت و شنید کر رہے ہیں۔

ہندی دوستوں کی غلط روش

پنڈت نہرو کا ارشاد

نئی دہلی۔ ۲۰ ستمبر۔ وزیر اعظم پنڈت جواہر لال نہرو نے پارلیمنٹری ہندی ایسوسی ایشن کی دوسری سالگرہ کے تقریبی جلسے میں تقریر کرتے ہوئے ان لوگوں کے رویے کی سخت مذمت کی کہ جن کا رویہ ہندی کے سلسلے میں جارحانہ ہے۔ انھوں نے کہا کہ ایسے نادان دوست ہندی کے سب سے بڑے دشمن ہیں۔

انھوں نے کہا کہ ان کا یہ غلط رویہ ان لوگوں کو بھی دشمن بنا دے گا جو واقعی طور پر ہندی کی ترقی چاہتے ہیں۔

پنڈت نہرو نے اس سلسلے میں خاص طور پر ڈاکٹر رگھو ویر ممبر پارلیمنٹ کا ذکر کیا اور کہا کہ انھوں نے ہندی کے معاملے میں جو رویہ اختیار کیا ہے وہ ہندی دوستی نہیں ہے بلکہ ہندی دشمنی ہے۔

انھوں نے کہا کہ ہندی کو بڑی بھاری کامیابی ہوئی کہ اسے ملک نے رضاکارانہ طور پر قومی زبان تسلیم کر لیا۔ اب اس کامیابی کو اپنے جارحانہ رویہ سے نقصان نہ پہنچانا چاہئے۔ بلکہ تعمیری طریقے پر کام کر کے اسے مقبول عام بنانے کی کوشش کرنی چاہئے۔

اس سے قبل ڈاکٹر رگھو ویر نے تقریر کی تھی جس کے متعلق پنڈت نہرو نے کہا کہ اس میں ذاتی طور پر مجھ پر اس طرح حملہ کیا گیا ہے گویا میں یہاں ملازم کی حیثیت سے لایا گیا ہوں۔ اس قسم کی تقریروں سے خواہ مخواہ لوگوں کو برگشتہ کرنے سے کوئی فائدہ نہیں ہوتا۔

ڈاکٹر رگھو ویر نے اپنی تقریر میں کہا تھا کہ پارلیمنٹ میں ابھی تک وزیر اعظم اور دوسرے وزرا انگریزی میں تقریر کرتے ہیں حالانکہ دوسرے ملکوں کے وزیر اعظم اور وزرا اپنی زبان میں تقریر کیا کرتے ہیں مثلاً انڈونیشیا اور چین کے وزیر اعظم۔

ڈاکٹر رگھو ویر سے پہلے سیٹھ گووند داس نے اپنی تقریر میں ہندی ایسوسی ایشن کی مختصر طور پر سرگرمیوں کا ذکر کرنے کے بعد کہا تھا کہ ہندی کے ساتھ دوسری زبانوں کو بھی ترقی کرنے کا موقع ملنا چاہئے۔

پنڈت نہرو نے کہا کہ ڈاکٹر رگھو ویر نے جو باتیں کہیں وہ زیادہ غلط نہیں تھیں۔ لیکن اس میں جس ذہنی ساخت اور رویہ کا اظہار کیا گیا وہ ہندی کے لئے سخت نقصان دہ ہے۔ یہ رویہ اس کے دوستوں کو بھی دشمن بنا دے گا۔

انھوں نے کہا کہ پنڈت رگھو ویر نے اپنی تقریر میں وزارت تعلیم

پر حملہ کیا اور حکومت پر حملہ بھی جس کی ذمہ داری مجھ پر ہے اس لئے دوسروں سے اوپر ذاتی حملہ ہے۔

وزیر اعظم پنڈت جواہر لال نہرو نے کہا کہ میں مانتا ہوں کہ یہ بحث بیکار ہے اور اس نے اکثر جس طرح کا اسے کرنا چاہئے تھا۔ لیکن پھر بھی جو کچھ کیا گیا ہے اس سے بھی کوئی نتیجہ نہیں نکلا۔ اس لئے لوگوں کو ضرورت ہے کہ کسی پر کوئی غلط بات نہ کی جائے۔

ہندی کے نادان دوست

انہوں نے کہا کہ میری رائے میں ہندی کے نادان دوستوں کا یہ رویہ ہے کہ اس کی ترقی میں حائل ہو رہا ہے۔ ہندی کے پرجوش حامی ایک قسم کا بیجا تعصب پیدا کر رہے ہیں جس سے ردعمل پیدا ہو رہا ہے۔ اور غیر ہندی علاقے پر قائم رہنے کے بجائے جارحانہ رویہ اختیار کر کے ہندی کو زیادہ سے زیادہ نقصان پہنچا رہے ہیں۔

دوسری زبانوں کو نقصان پہنچا کر

پنڈت نہرو نے کہا کہ یہ بالکل کھلی ہوئی بات ہے کہ ملک کی دوسری زبانوں کو نقصان پہنچا کر ہندی کو آگے بڑھانے کے کوئی معنی نہیں ملک کی تمام زبانوں کو ترقی کا مساوی حق حاصل ہے۔ خواہ وہ قبائلیوں کی زبان ہی کیوں نہ ہو چہ جائیکہ بنگلہ، گجراتی، تامل اور مراٹھی زبانیں۔

انہوں نے کہا کہ جہاں تک پارلیمنٹ کا تعلق ہے اس کے جو ممبر ہندی نہیں جانتے ان کو ہندی سیکھنے کے لئے آمادہ کرنے کی ضرورت ہے۔ لیکن ان کو مجبور کر کے ان پر ہندی لاد دینے کی اس جارحانہ رویہ سے ان کے اندر ہندی کے خلاف نفرت کا جذبہ پیدا ہو جائے گا۔ اور کبھی بھی ہندی سے محبت نہ کر سکیں گے۔

آخر میں پنڈت نہرو نے کہا کہ مجھے پوری طرح یقین ہے کہ ڈاکٹر رگھوبیر کا رویہ ہندی کے لئے سخت نقصان دہ ہے اس لئے میں اس کی ضرور مخالفت کروں گا۔ اور ہر ہندی دوست کو اس کی مخالفت کرنی چاہئے۔

یوپی کے پرائمری اسکولوں میں اردو تعلیم کی مشکلات

جناب مولانا حکیم اللہ صاحب ناظم جمعیۃ علما یوپی کا بیان

لکھنؤ (بذریعہ ڈاک) جناب مولانا حکیم اللہ صاحب لکھنوی ناظم جمعیۃ علماء اتر پردیش نے حسب ذیل بیان اردو تعلیم کی مشکلات کے بارے میں اخبارات کو ارسال کیا ہے۔

"اردو زبان کی بقا و تحفظ کے سلسلے میں انجمن ترقی اردو ہند اور جمعیۃ علماء ہند نے جو جدوجہد کی اور دستخطی مہم کو کامیاب بنا کر بیس لاکھ دستخطوں کا ایک محضر نامہ ڈاکٹر راجندر پرشاد صدر جمہوریہ ہند کے سامنے پیش کیا۔ نیز متعدد بار حکومت یوپی کی توجہ اردو تعلیم کی طرف مبذول کرائی جس کا نتیجہ برآمد ہوا کہ حکومت یوپی کے محکمہ تعلیم نے صوبہ یوپی کے تمام ڈسٹرکٹ بورڈوں اور میونسپلٹیوں کو ایک سرکلر جاری کیا کہ جس اسکول میں چالیس اور جس درجے میں دس بچے اردو پڑھنے والے ہوں وہاں ان کی مادری زبان ہی میں تعلیم دلانے کا انتظام کیا جائے۔ ہر جگہ کے انسپکٹر صاحبان نے ہیڈ ماسٹروں کو ہدایت کی کہ جن بچوں کے سرپرست اردو میں تعلیم دلانا چاہیں ان کو درخواست دینی چاہئے اس پر حضرت نے ۔۔ جولائی کو ایک بیان اخبارات میں بغرض اشاعت ارسال کیا تھا کہ ہر مقام پر پرائمری اسکولوں میں اردو تعلیم کے لئے درخواست دلانے کا انتظام کریں۔ لہٰذا یوپی کے تمام پرائمری اسکولوں میں بچوں کے سرپرستوں نے درخواستیں دیں کہ ہمارے بچوں کو اردو پڑھائی جائے۔ لیکن سوائے چند مقامات کے یوپی کے اکثر اسکولوں میں اس سرکلر پر عمل نہیں ہوا۔

دفتر جمعیۃ علماء صوبہ یوپی میں شکایات موصول ہوئی ہیں کہ اسکولوں میں درخواستیں نہیں لی گئیں اگر لی گئیں تو ہیڈ ماسٹروں نے انسپکٹر صاحبان کو پیش نہیں کیں۔ ہیڈ ماسٹر صاحبان نے بچوں کے سرپرستوں سے یہ بھی کہا کہ اردو پڑھنے والوں کو ملازمت نہیں ملے گی اس لئے چاہئے کہ خالص ہندی ہی پڑھائی جائے۔ بعض مقامات سے یہ بھی شکایت آئی کہ اردو ٹیچروں اور نصابی کتابوں کا انتظام نہیں ہوا۔

ان تمام شکایات کو دیکھتے ہوئے جمعیۃ علماء صوبہ یوپی کی مجلس عاملہ نے اپنے اجلاس مورخہ ۹ اگست میں یہ طے کیا کہ اردو تعلیم کے سلسلے میں جو شکایات ہیں ان کو وزیر تعلیم یوپی کو پیش کیا جائے۔

لہٰذا حضرت مولانا محمد شاہد میاں فاخری ایم۔ اے۔ صدر جمعیۃ علماء صوبہ یوپی و مولانا سید ابو الیمان صاحب ناظم جمعیۃ صوبہ یوپی و مولانا حکیم اللہ ناظم جمعیۃ یوپی نے ۔۔ اگست کو ۱۱ بجے دن کو کونسل ہاؤس میں وزیر تعلیم یوپی سے ملاقات کی۔ اور پرائمری اسکولوں میں اردو تعلیم کے متعلق جو شکایات تھیں وہ وزیر

موصوف کو پیش کیں۔ وفد کے ارکان نے بتلایا کہ آپ نے جو سرکلر بچوں کی مادری زبان میں تعلیم دینے کا جاری کیا ہے۔ اس پر اکثر اسکولوں میں عمل نہیں ہو رہا ہے درخواستوں پر غور نہیں ہوتا۔ اردو ٹیچروں اور اردو کتابوں کا کوئی انتظام نہیں نیز مکاتیب اسلامیہ توڑے جا رہے ہیں۔

وزیر تعلیم نے وفد کی شکایات غور اور توجہ سے سنیں اور جواب دیا کہ آپ ان تمام اسکولوں کی فہرست لکھ کر میرے پاس بھیجئے جن اسکولوں میں بچے اردو پڑھنے والے ہیں اور اردو تعلیم کا انتظام نہیں کیا گیا۔

نیز بتلایا کہ ہم نے ہدایت کردی ہے کہ ہر اسکول میں اردو ہندی جاننے والے ماسٹر رکھے جائیں۔ اردو کتابوں کا انتظام بھی کر رہے ہیں مکاتیب اسلامیہ کو توڑا نہیں جائے گا۔ بلکہ ان میں پرائمری بیسک تعلیم بھی ہوگی۔

میں جمعیۃ علماء صوبہ یوپی کی تمام ماتحت جمعیتوں اور انجمن ترقی اردو کی شاخوں اور ہمدردوں سے اپیل کرتا ہوں کہ جن مقامات پر پرائمری اسکولوں میں اردو پڑھنے والے بچوں کی تعلیم کا انتظام نہیں ہوا ہے۔ وہاں کے اسکول کا نام اور درجے میں بچوں کی تعداد۔ اور جو شکایات ہو وہ لکھ کر دفتر جمعیۃ علماء صوبہ۔ نواب گنگے کا باغ۔ امین آباد لکھنؤ ارسال کریں۔

امروہہ میں ”یوم مصحفی“

انجمن ترقی اردو امروہہ جدید انتخابات کے بعد چندروزہ ادبی اجتماعات کے پروگرام کے ساتھ میدان عمل میں آئی اور اپنی تمام تر کوششیں اور سرمایہ مناظموں۔ مشاعروں اور مقالہ نگاری کی محفلوں پر مرکوز کر دیا۔ انجمن کی ان کوششوں کی افادیت سے قطعی انکار تو نہیں کیا جا سکتا۔ لیکن اس بات کو بھی نظر انداز نہیں کیا جا سکتا کہ اہم اور ٹھوس کاموں کو پس پشت ڈال کر صرف ادبی اجتماعات کی حد تک انجمن کی کارگزاریوں کو محدود کر دینا بھی اردو کے مفاد کے خلاف ہے۔

معلوم ہوا ہے کہ ماہ اکتوبر ہی میں انجمن ترقی اردو (شاخ امروہہ) یوم مصحفی کے نام سے بڑے پیمانے پر ادبی اجتماع کرنا چاہتی ہے۔ ہم سمجھتے ہیں کہ یہ اجتماع بحالات موجودہ اردو کی بقا و زندگی کے تقاضوں کے بالکل منافی ہوگا۔ انجمن ترقی اردو امروہہ کو چاہئے کہ وہ فی الحال یوم مصحفی کے جلسے ملتوی کر دے اور مندرجہ ذیل ضروری امور کی طرف پوری قوت سے متوجہ ہو جائے۔

(۱) ہندو انٹر کالج کے طلبا اور گورنمنٹ گرلز ہائر سیکنڈری اسکول کی طالبات ازحد پریشان ہیں۔ انجمن اپنی تمام تر قوت کے ساتھ ان ہر دو اسکولوں میں اردو پڑھانے کا انتظام کرائے۔

(۲) حیات اللہ انصاری طریقۂ تعلیم کو رواج دیا جائے۔

(۳) تعلیم بالغان کے شبینہ مدارس قائم کرائے۔

(۴) اردو مکاتیب اور لائبریریاں قائم کرائے۔

(۵) جامعہ اردو علی گڑھ کے امتحانات میں شریک ہونے والے طلبا کو نصاب تعلیم مہیا کرے۔

(۶) طلباء اردو کو یہ حد ممکن وظائف دئے جائیں۔

(۷) مقامی اسکولوں میں طلبا کی مادری زبان کے اندراجات کا جائزہ لیکر اندراجات صحیح کرائے۔

اگر ان بنیادی اور ٹھوس کاموں سے قطع نظر کر کے یوم مصحفی منایا گیا تو یہ دور اندیشی اور سنجیدگی کی کوئی معقول مثال قائم نہ ہوگی۔ ان مفید اقدامات کے بعد بلاشبہ یوم مذکور منانا بہت زیادہ مناسب ہوگا اور نیز ہم ہندوستان کی کل ادبی انجمنوں سے پر خلوص اپیل کرتے ہیں کہ وہ اردو کی ترقی و ترویج کے لئے ٹھوس اور بنیادی کاموں کو اولیت کا درجہ دیں۔ مشاعروں، مناظروں، اور مقالات کی محفلوں کو ثانوی حیثیت سے نوازیں۔ اور ملک کے ادباء اور شعرائے کرام کی خدمت میں بھی عرض کرتے ہیں کہ وہ اردو کے دشمنوں کی توجہ کا رخ عمل اور افادیت کی طرف موڑ کر اپنا اہم فریضہ ادب نوازی انجام دیں۔ اب آئندگی پر گرامون کا نہ موقع ہے اور نہ وقت ہے۔ بلکہ چل پھر کر اردو کی زندگی کے لئے زندگی مہیا کرنا اور کام کرنا ہے

چونکہ ارباب انجمن ترقی اردو امروہہ ادبی اجتماع ہی پر مصر ہیں اس لئے ہم نے اپیل بالا کا اقدام کیا۔ مفکر اور سنجیدہ دردمند اردو پبلک خود فرق محسوس کرے گا

ہم ہیں دستخط کنندگان ممبران انجمن ترقی اردو

(۱) مولوی دیاج احمد خاں صاحب بی۔ اے ایل ایل بی ایڈووکیٹ

(۲) حاجی منشی سلیم اللہ صاحب (۳) مولوی محمد افتخار الحق صاحب دبیر عثمانی ایم۔ اے (۴) سید عماد الدین صاحب رضوی ایم۔ اے ریٹائرڈ لکچرار (۵) ایم۔ ایس کے زبیری جامی علیگ اردو آنرس (۶) ڈاکٹر سید محمد بشیر صاحب سیف جعفری (۷) ڈاکٹر محمد مصطفےٰ خاں صاحب۔ (۸) حبیبہ خاتون صاحبہ (۹) کنیز بانو صاحبہ (۱۰) عائشہ بیگم صاحبہ (۱۱) عبدالعلی صاحب صدر مدرس مرکز تعلیم (۱۲) کوثر صاحب امروہوی (۱۳) محمد شعیب صاحب (۱۴) محمد الیاس صاحب (۱۵) شوکت اللہ صاحب (۱۶) عبدالخالق خاں صاحب (۱۷) عرفان خاں صاحب (۱۸) عنایت اللہ صاحب صدیقی (۱۹) محمد ظہیر صاحب ادیب (۲۰) اختری خاتون صاحبہ (۲۱) ذہینہ خاتون صاحبہ (۲۲) مبین فاطمہ صاحبہ (۲۳) مشرف حشمت علی صاحب (۲۴) سید شمیم کاظم صاحب (۲۵) شبیر احمد خاں صاحب وغیرہ وغیرہ۔

جنرل سکریٹری

سیف جعفری۔ امروہہ

تبصرے

خلاصہ فسانۂ آزاد

ملنے کا پتہ:۔ کتب خانہ انجمن ترقی اردو جامع مسجد، دہلی

قیمت:۔ تین روپے

رتن ناتھ سرشار کا فسانۂ آزاد حقیقت اور کردار نگاری کا بے مثل نمونہ ہے جو ہزاروں صفحات پر پھیلا ہوا ہے اور جس کا تمام و کمال مطالعہ اس کی مقبولیت اور ادبی اہمیت کے باوجود مشکل ہے۔

سید ابو نعیم فرید آبادی مبارکباد کے مستحق ہیں جنھوں نے بڑی محنت سے پوری کتاب کا ایک اڈیشن مرتب کیا ہے کہ زائد حصے خارج ہو جائیں اور وہی چیز باقی رہ جائے جو فسانۂ آزاد کا ناگزیر حصہ ہے۔

البتہ مرتب نے کہیں کہیں مکالموں اور جزئیات نگاری کے نمونوں کو بہت مختصر کر دیا ہے جن کی ضرورت نہیں تھی۔ امید ہے کہ دوسرے اڈیشن میں لائق مرتب اس خلاصے میں وہ تمام حصے بھی سمیٹ لیں گے جو کسی نہ کسی طرح ادبی حیثیت رکھتے ہیں اور سرشار کی عظمت کے آئینہ دار ہیں۔

تنقیدی اصول اور نظریے

ملنے کا پتہ: ادارۂ کتاب پور، لکھنؤ

قیمت دو روپے آٹھ آنے

حامد اللہ افسر صاحب کی یہ کتاب "نقد الادب" کے نام سے پہلے بھی ایک بار شائع ہو چکی ہے۔ یہ اڈیشن ترمیم و اضافے کے ساتھ نئے نام سے شائع ہوا ہے۔

اس کتاب میں طالب علموں کی ضرورت کا لحاظ کرتے ہوئے تنقید کی تعریف، مختلف زبانوں کے ادب میں اس کا آغاز و ارتقا اور مختلف مدرسہ ہائے فکر کے باہمی اختلافات پر روشنی ڈالی گئی ہے اور نیا ادب کے نام سے جس باب کا اضافہ کیا گیا ہے اس میں ادب اور زندگی، ادب اور افادیت، روایت اور بغاوت وغیرہ مسائل پر بحث ہے۔

افادی ادب کے علاوہ فن برائے فن اور ہیئت پرستی نیز نفسیاتی تنقید وغیرہ کے جو رجحانات یورپ بالخصوص فرانس اور انگلستان کے جدید ادب میں پرورش پا رہے ہیں، یہ تو ممکن نہیں ہے کہ ان کا علم افسر صاحب کو نہ ہو مگر اس کی طرف انھوں نے توجہ نہیں کی ہے جس کے بغیر کتاب سونی معلوم ہوتی ہے۔ فرانسیسی اور انگریزی ادب میں بیسویں صدی کے اندر جو تحریکیں پیدا ہوئی ہیں ان کا اثر ادب اور تنقید پر کتنا پڑا ہے یہ کوئی چھپی ہوئی بات نہیں ہے جو افسر صاحب نہ جانتے ہوں۔

سیرت نبوی

یہ منظوم سیرت نبوی شاد بونوی مرحوم نے لکھی ہے جس کو پاکٹ سائز کے دس صفحوں پر ادیب کلرو ی نے شائع کیا ہے جو چار آنے میں مکتبہ رشید ۱۲/۲ کروپ سے مل سکتی ہے۔

سوانح عمری عبداللہ بیگم

مصنفہ۔ خان بہادر ڈاکٹر شیخ عبداللہ صاحب۔ بی۔ اے (علیگ) ایل۔ ایل۔ بی (ایڈوکیٹ۔ علی گڑھ)

اس کتابچے میں بے شمار بچیوں کی ماں عبید جہاں عبداللہ بیگم اعلا بی کے حالات بیان کئے گئے ہیں اور بتایا گیا ہے کہ بچیاں اگر اعلا بی کے انسانی اوصاف کو سامنے رکھیں، ان سے سبق لیں اور ان پر کاربند ہوں تو قوم کی اصلی ترقی کی رفتار بہت تیز ہو سکتی ہے۔ قیمت درج نہیں ہے۔

عبداللہ لاج میرس روڈ یا محمد مقتدی خاں شیروانی لائبریری سے حاصل کیا جا سکتا ہے۔

فکر و نظر کا اجراء

علی گڑھ سے ایک معیاری رسالہ فکر و نظر کا اجرا ہو رہا ہے جس میں بلند پایہ علمی اور تحقیقی مضامین کے ساتھ ساتھ شعر و ادب کی منتخب تخلیقات بھی شائع ہوا کریں گی۔ پہلا شمارہ وسط اکتوبر میں شائع ہو جائے گا۔

اس شمارے میں ملک کے جن مشاہیر قلم نے حصہ لیا ہے ان کے مضامین کی فہرست حسب ذیل ہے۔

قاضی محمد عبدالغفار	حرف آغاز
پروفیسر رشید احمد صدیقی	نئی غزل
ڈاکٹر عبدالعلیم	مارکسی نظریہ ادب
ڈاکٹر مسعود حسین خاں	تخلیق شعر
ڈاکٹر محمد حسن	جدید شاعری
خلیل الرحمان اعظمی	جوش ملیح آبادی
ڈاکٹر نجیب الرحمان	خالد رکھیتی (ترجمہ)
آل احمد سرور	روایت اور تجربہ

فراق۔ جذبی۔ جمیل مظہری اور اختر انصاری وغیرہ

۔ ادارہ ادب۔ مسلم یونیورسٹی علی گڑھ سے مل سکتا ہے۔

میر تقی میر

ڈاکٹر خواجہ احمد فاروقی

چند ممتاز ادیبوں کی رائے

"خواجہ احمد فاروقی صاحب نے اردو ادب پر تاریخی و تحقیقی اعتبار سے نہایت وسیع و عمیق نظر ڈالی ہے اور اس سلسلے میں میر تقی میر کا خاص محبت اور محنت سے مطالعہ کیا ہے۔ میر کے بارے میں خواجہ صاحب کی نظر بلا شبہ درجۂ استناد رکھتی ہے۔ اس لئے میر تقی میر کی حیات اور شاعری پر یہ چھ سو سے زیادہ صفحوں کی تالیف یقیناً میر کی انسائیکلوپیڈیا کا حکم رکھے گی۔"

پروفیسر حامد حسن قادری

"خدائے سخن میر کے متعلق یوں تو بہت کچھ لکھا جا چکا ہے۔ مگر ابھی تک کوئی مستقل تصنیف اس کے متعلق موجود نہیں تھی۔ ڈاکٹر خواجہ احمد فاروقی نے یہ کتاب لکھ کر ایک بڑی ضرورت کو پورا کیا ہے۔ یوں تو میر کی شاعری کے مطالعے کے لئے میر کے زمانے کے مسائل کا بھی ذکر ہو جاتا ہے۔ مگر میر کے دور کی پوری تاریخ جس طرح فاروقی صاحب نے پیش کی ہے یہ ان کا کارنامہ ہے۔ پھر کے احول کی روشنی میں میر کے کلام کا ایک مفصل جائزہ ہے جس سے کتاب کی افادیت اور اہمیت اب بڑھ گئی ہے۔ فاروقی صاحب ایک اچھے محقق، ایک سنجیدہ اور متوازن نقاد اور ایک دلکش اور دلنشیں اسلوب کے مالک ہیں مجھے یقین ہے کہ میر پر ان کی یہ کتاب ادبی حلقوں میں قدر و منزلت کی نگاہوں سے دیکھی جائے گی۔ اور اس سے میر اور ان کے دور پر تنقید کی نئی نئی راہیں کھلیں گی۔"

پروفیسر آل احمد سرور

"خواجہ احمد فاروقی صاحب نے ایک مدت تک متعدد لائبریریوں سے استفادہ کر کے میر تقی میر کے سوانح کے متعلق تمام ممکن اور ضروری مواد بہم پہنچایا ہے اور اس سے اپنی کتاب میں حسب ضرورت کام لیا ہے۔ اس کے ساتھ ہی میر کی زندگی جس نازک اور پُر آشوب تاریخی احول میں گزری ہے۔ اس کی توضیح و تشریح بھی نہایت مفصل اور مدلل انداز میں کی ہے اور دکھایا ہے کہ ان عوامل نے شاعر کی حیات اور خیالات پر کیا اثر ڈالا ہے۔ سوانحی اور تحقیقی پہلو کے علاوہ اس کا تنقیدی اور فنی حصہ بھی بیش قیمت معلومات کا خزینہ ہے۔ میر کی شاعری کے گوناگوں پہلو، مختلف اصناف سخن، دوسرے اکابر فن کی رائیں اور ان پر محاکمانہ، اعتراضات اور جوابات غرض لائق مصنف نے کوئی بحث تشنہ نہیں چھوڑا۔ عبارت کا انداز سلاست اور ادبیت لئے ہوئے ہے اور بیان کی دلچسپی اول سے آخر تک قائم رہتی ہے۔ بلاخوف تردید کہا جا سکتا ہے کہ یہ کتاب شیخ چاند کی تصنیف "سودا" سے رتبے میں کسی طرح کم نہیں۔ بلکہ میری رائے میں یہ میر کے آثار و افکار کے سلسلے میں ایک قابل قدر اضافہ ہے۔"

پروفیسر ضیا احمد بدایونی

"خواجہ احمد فاروقی صاحب "قدیم و جدید" اور "مشرق و مغرب" دونوں سے بہرہ مند ہیں اور ان کی یہ ہمہ گیری ان کی تنقید میں جھلکی پڑتی ہے۔ ان کا قلم شرافت رقم ہے اور ان کی شریفانہ روش کی شہادتیں ہر صفحہ پر مل جاتی ہیں۔"

مولانا عبدالماجد دریا آبادی

انجمن کا یہ تازہ ترین شاہکار بے جواب شائع ہو چکا ہے۔

قیمت بارہ روپے

انجمن کے نئے شاہکار

سیاسیات کے اصول (حصہ اول، دوم)

(مرتبہ پروفیسر ہارون خاں شیروانی)

جیسا کہ اس کتاب کے نام سے ظاہر ہے، سیاسیات کے اصولوں پر اردو زبان میں ایک مستند تالیف ہے جو اس موضوع کے ایک ممتاز ماہر کے قلم سے مرتب کی گئی ہے۔ کتاب کے تین حصے ہیں۔ پہلے حصے میں راج یا مملکت کے متعلق نظریات اور دوسرے میں حکومت کے اجزائے ترکیبی پر بحث کی گئی ہے اور دنیا کے مختلف دستوروں پر خصوصاً اپنے ملک کے نئے جمہوری دستور سے مثالیں دے کر حکومت کے مختلف حصوں کو واضح کیا گیا ہے تیسرے حصے میں (ابھی تیار نہیں ہے) بین المملکت کے اصول کی تاریخ اور اس کے موزوں روپ پر نظر ڈالی گئی ہے۔ کتاب کے آخر میں سات سو کے قریب سیاسی اور دوسری اصطلاحوں کی دو فرہنگیں بطور ضمیمے کے منسلک ہیں۔

اس میں شبہ نہیں کہ یہ کتاب ایک بڑی کمی کو پورا کرتی ہے اور یقیناً وہ عام پڑھنے والوں اور طلباً دونوں کے لئے بہت مفید ثابت ہوگی۔ کتاب کے دو حصے جو اب شائع کئے گئے ہیں۔ بجلائے خود مکمل ہیں اور ہر حصے کی قیمت تین روپے چار آنے ہے۔

میر تقی میر

(مرتبہ ڈاکٹر خواجہ احمد فاروقی) دہلی یونیورسٹی!

ملک کے بہترین ادیب اس بات کو تسلیم کرتے ہیں کہ میر کے متعلق ڈاکٹر فاروقی کا مطالعہ بہت گہرا اور وسیع ہے۔ اور اس کتاب کے دیکھنے ہی سے یہ حقیقت واضح ہو جاتی ہے کہ آج تک میر کی سوانح اور کلام کے متعلق اس سے بہتر کتاب نہیں لکھی گئی۔ اس کتاب کی ایک نمایاں خصوصیت یہ ہے کہ فاضل مولف نے میر کے زمانے کے تاریخی حالات کو ان کی پوری زندگی اور شاعری کا پس منظر بنایا ہے۔ اور اس طرح ایک تاریخی میں میر کی سیرت کا عکس پیش کیا ہے

ابھی تک اردو ادب میں بہت کم ایسی کتابیں لکھی گئی ہیں جس میں تاریخی پس منظر کے ذریعے سے سیرت اور کردار کا مطالعہ کیا گیا ہے۔ انجمن اس بات کو اپنا ایک کارنامہ سمجھتی ہے کہ اس نے ڈاکٹر فاروقی سے ایک اچھی کتاب لکھوالی جو تاریخ ادب کے مطالعے کا ایک نیا راستہ پیدا کر دیا ہے۔

قیمت

بارہ روپے فی جلد

مرقع افغان

(تالیف مولانا ابرار حسین صاحب فاروقی۔ ایم اے)

افغانوں کے لودھی خاں کے دور حکومت کی ایک مختصر تاریخ ہے جس میں اس عہد کی قدیم تاریخوں سے مدد لی گئی ہے جن تاریخ نگاروں اور ادیبوں نے اس کتاب کو دیکھا وہ فاضل مولف کی محنت کو سراہتے ہیں

قیمت تین روپیہ چار آنے

انجمن ترقی اردو (ہند) علی گڑھ

انجمن کے نئے شاہکار

احوال غالب

(مرتبہ ڈاکٹر مختار الدین احمد آرزو)

غالب صدی کے اس سلسلے کی پہلی کتاب ہے جو انجمن شائع کرنا چاہتی ہے۔

ملک میں اصحاب ذوق اور اہل نظر نے اس کتاب پر بہت پرجوش خیر مقدم کیا ہے۔ فاضل مولف غالبیات پر بہت وسیع نظر رکھتے ہیں اور اس موضوع کے مسلم ماہر ہیں جس محنت اور وسعت نظر کے ساتھ یہ کتاب مرتب کی گئی ہے۔ اس کا اعتراف ملک کے بہترین اہل قلم اور ادیبوں نے کیا ہے۔

(قیمت مجلد دو روپے فی جلد)

مخدوم

(انتخاب [illegible])

[illegible] بہت مقبول ہے۔ ان کی شاعری اس بے پناہ [illegible]

(قیمت ایک روپیہ آٹھ آنے)

باپو کے قدموں میں

صدر جمہوریہ ڈاکٹر راجندر پرشاد نے گاندھی جی کے ساتھ اپنی ابتدائی سیاسی زندگی کا حال بہت دلچسپ پیرائے میں لکھ کر شائع کرایا تھا۔ لیکن وہ کتاب دیوناگری رسم الخط میں تھی اس لئے محترم صدر کی اجازت سے انجمن ترقی اردو (ہند) نے اس کو اردو رسم الخط میں منتقل کر کے ۔ طباعت بہترین ٹائپ کی ہے اور بلاخوف تردید کہا جا سکتا ہے کہ انجمن نے اس سے زیادہ دیدہ زیب اور خوبصورت کتاب ابھی تک کوئی اور شائع نہیں کی۔ فاضل سوانح نگار کے اعلیٰ مرتبے کا لحاظ کر کے انجمن نے اس کتاب کو بڑے اہتمام سے شائع کیا ہے۔ ڈاکٹر راجندر پرشاد کے قلم سے گاندھی جی کی تعلیمات کا یہ مطالعہ بہت ہی دلچسپ ہے۔ اور اس قابل ہے کہ ملک کے ہر کتب خانہ میں جگہ پائے۔

اس کتاب کو تین حصوں میں تقسیم کر دیا گیا ہے۔ ہر حصہ کی قیمت پانچ روپیہ ہے اور مکمل سٹ کی قیمت "مجلد" پندرہ روپے ہے (۱۵؍)

ناشر

انجمن ترقی اردو ہند علی گڑھ

حیدرآباد کے اردو اخبار نویسوں کا ایک اجتماع



(پہلی صف ۔ دہنی طرف سے بائیں طرف):۔ اختر حسین صاحب ممبر اسمبلی سابق اڈیٹر پیام، گروچرن داس سکسینہ صاحب، واسدیو راؤ صاحب اڈیٹر "مشیر دکن" وصدر انجمن مدیران، قاضی عبد الغفار، ونود راؤ صاحب ناظم اطلاعات عامہ۔ نایب ناظم صاحب اطلاعات عامہ۔

پرنٹر پبلشر قاضی عبدالغفار نے نیشنل پرنٹرس کمپنی میں چھپوا کر مرکزی انجمن سے شائع کیا